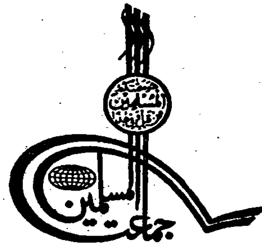
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مسلک پرستی کی بنیاد

مرتبہ

مسعود احمد صاحب



JAMAAT-UL-MUSLIMEEN ®

[Preaching pure and unadulterated Islam]

www.india.aljamaat.org

204, Saleem Masood Complex, Tolichowki, Hyderabad. - 8.

Cell: 92463 43643 /7396620946

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مسلک پرستی کی بنیاد

"ذہن پرستی"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَامِنۡ مَّوۡلُوۡدٍ اِلَّا یُوۡلَدُ عَلَی الۡفِطۡرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ اَوۡ یُنَصِّرَانِہٖ اَوۡ یُمَجِّسَانِہٖ۔

ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا کیا جاتا ہے، بعد میں اس کے والدین اُسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔

(صحیح بخاری تفسیر سورۃ الروم)

حدیث بالا سے ثابت ہوا کہ بچہ کا ذہن فطرتاً حق کی طرف مائل ہوتا ہے لیکن جب بیرونی عوامل اس پر اثر انداز ہوتے ہیں تو وہ ذہن آہستہ آہستہ ان ہی عوامل کی روشنی میں ڈھلتا چلا جاتا ہے۔ والدین، ماحول اور معاشرہ اُس کے ذہن کو اسقدر مسموم کر دیتے ہیں کہ پھر وہ اس قابل نہیں رہتا کہ حق و باطل میں تمیز کر سکے، نورِ حق کی فطری چنگاری یا تو بجھ جاتی ہے یا اس قدر باطل کے ڈھیر کے نیچے دب جاتی ہے کہ اس کا عدم اور وجود برابر ہو جاتا ہے۔

والدین کے ذہن میں یہ چیز پہلے سے موجود ہوتی ہے کہ اُن کے آباء واجداد ہی حق پر تھے اور باقی سب باطل پر۔ وہ اپنے آباء واجداد کے خلاف کچھ سننا پسند نہیں کرتے، حق کو ٹھکرا دیتے ہیں لیکن اُس چیز کو چھوڑنا گوارا نہیں کرتے جو پہلے سے ان کے ذہن میں جاگزیں ہوتی ہے۔ اُن کا یہ فعل اُن کی ذہن پرستی کی غمازی

کرتا ہے۔ پھر وہ اپنے بچّوں کی ذہن سازی بھی اسی اصول پر کرتے ہیں۔ ذہن سازی کے نتیجے میں بچّوں کا ذہن بھی ذہن پرستی اختیار کرلیتا ہے اور پھر وہ بھی اپنے آبارواجداد ہی کو حق پر سمجھنے لگتے ہیں۔ آبار واجداد کو حق پر سمجھنے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہر بچّہ اپنے آبار واجداد کو معیارِ حق سمجھ لیتا ہے اور اس طرح لاتعداد معیارِ حق وجود میں آتے ہیں۔ معیارِ حق کا اتنی کثیر تعداد میں ہونا خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ معیارِ حق نہیں ہو سکتے۔ معیارِ حق تو ایک ہونا چاہیئے، لیکن اتنی معمولی بات بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتی، عقل پر پردہ پڑجاتا ہے اور قلب پر مہر لگ جاتی ہے، اب ہدایت نصیب ہو تو کیسے ہو اور ذہن بدلے تو کس طرح بدلے۔

اس ذہن پرستی سے چھٹکارا دلانے اور تسلیمِ حق کے جذبہ کو ازسرِ نو قائم کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے مختلف زمانوں اور قوموں میں انبیار علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ لیکن یہ ذہن کے پرستار انبیار علیہم السلام کو یہی جواب دیتے رہے:

اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ○ (زخرف ـ ۲۳)	ہم نے اپنے آباء واجداد کو ایک خاص طریقہ پر پایا ہے اور ہم تو بس انہی کے قدم بقدم چلیں گے۔

فرقہ واریت کی ابتداء

انبیار علیہم السّلام کے مخاطَبین میں بعض ایسے سعید انسان بھی ہوتے ہیں جو انبیار علیہم السّلام کے لائے ہوئے حق کو قبول کرکے ذہن پرستی کی لعنت سے نجات حاصل کرلیتے ہیں، لیکن پھر آئندہ نسلوں میں آہستہ آہستہ یہ جذبۂ تسلیمِ حق مضمحل ہوجاتا ہے اور ذہن پرستی پھر عام ہوجاتی ہے۔ آبائی تقلید کے راستے سے علمار کی تقلید ذہن کو

متاثر کرتی ہے۔ آباء واجداد جن علماء کو حق پر سمجھتے رہے، اولاد بھی انہی علماء کو حق پر سمجھتی ہے اور صرف حق پر ہی نہیں سمجھتی بلکہ اُن کو معیارِ حق سمجھنے لگتی ہے، اس طرح پھر لاتعداد معیارِ حق وجود میں آتے ہیں، فرقہ بندی کی ابتداء ہوتی ہے اور امّت کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔

علماء پرستی اس درجہ تک لوگوں کے ذہن پر چھا جاتی ہے کہ پھر وہ اپنے عالم، امام یا پیر کے خلاف کچھ سننا نہیں چاہتے بلکہ حق کو اپنے ذہن کا تابع بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اُن کے علماء اور پیر بھی شعوری یا غیر شعوری طور پر مسلسل ان کی ذہن سازی کرتے رہتے ہیں۔ اپنے متبعین کی ذہن پرستی کو قائم اور دائم رکھنے کے لئے ایسے اصول مرتّب کرتے ہیں جن سے ذہن پرستی اور جمود میں اضافہ ہو اور اُن کے نام نہاد حق کو جس کو وہ نادانی سے حق ماننے کا تہیہ کر چکے ہیں سہارا مل سکے۔ مثلاً ابوالحسن عبیداللہ کرخی لکھتے ہیں۔

ان کل خبر یجیئی بخلاف قول اصحابنا فانه یحمل علی النسخ او علٰی انّه معارض بمثلهٖ ثم صار الی دلیل اٰخرا و ترجیح فیه بما یحتج به اصحابنا من وجوه الترجیح او یحمل علی التوفیق۔

(اصولِ کرخی اصول صـ۲۹ـ)

بے شک ہر اس حدیث کو جو ہمارے اصحاب (یعنی فقہائے حنفیہ) کے خلاف ہو گی منسوخ سمجھا جائیگا یا یہ سمجھا جائیگا کہ یہ حدیث کسی دوسری حدیث کے خلاف ہے، پھر کسی اور دلیل کا تصوّر کیا جائیگا، پھر بعض وجوہ کی بناء پر اُس حدیث کو ترجیح دی جائے گی جو حدیث کہ ہمارے اصحاب کی دلیل ہے یا پھر یہ تصوّر کیا جائے گا کہ موافقت کی کوئی اور صورت ہو گی (جو ہمیں نہیں معلوم)

اس اصول نے مفروضہ پر مفروضہ قائم کرکے کس طرح صحیح حدیث کو تسلیم نہ کرنے کی تربیت دی ہے، گویا اس اصول کے ذریعہ ذہن کو ایسا بنایا جارہا ہے کہ پھر وہ حق کو تسلیم کرنے کے لئے کبھی تیار نہ ہو۔

یہ اصول صرف احادیث تک ہی محدود نہیں بلکہ قرآن مجید کی آیات بھی اسی جیسے اصول کے تحت تسلیم نہیں کی جاتیں، ابوالحسن کرخی لکھتے ہیں:

ان کل اٰیۃ تخالف قول اصحابنا فانہا تحمل علی النسخ او علی الترجیح والاُولیٰ ان تحمل علی التاویل من جہۃ التوفیق۔	ہر وہ آیت جو ہمارے فقہاء کے قول کے خلاف ہوگی اُسے یا تو منسوخ سمجھا جائیگا یا ترجیح پر محمول کیا جائے گا اور اُولیٰ یہ کہ اُس آیت کی تاویل کرکے اسے (فقہاء کے قول کے) موافق کرلیا جائے گا۔
(اصول کرخی اصول ۲۸)	

بتایئے اس ذہن سازی (BRAIN WASHING) کے بعد کیا کسی شخص کے ذہن میں یہ صلاحیّت باقی رہے گی کہ وہ آیت یا حدیث کو تسلیم کرکے اپنے فقہاء کے قول کو مسترد کردے۔ ایسا ذہن کھلّم کھلا قرآن مجید کی کسی آیت یا کسی حدیث کا انکار تو نہیں کرسکتا لیکن محض مفروضات کی بھول بھلّیوں میں الجھ کر قرآن مجید اور حدیث کو صرف حصولِ برکت کے لئے رہنے دیتا ہے، تسلیم اور اتباع کے لئے نہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

کیا اس ذہن پرستی کے بعد بھی یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ ایسا ذہن کسی موقع پر بھی حق کو تسلیم کریگا؟ ظاہر ہے کہ عموماً ایسا نہیں ہوگا، تو پھر یہ کہنا صحیح ہے کہ فرقہ بندی کی بقاء وتحفظ کا دارومدار ذہن پرستی پر ہے اور ذہن پرستی ہی تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

حیرت ہوتی ہے کہ ذہن سازی اور ذہن پرستی کے لئے کیسے کیسے اصول

بنائے گئے! عقل حیران ہے کہ اللہ عزّوجلّ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرنے والے یہ اصول کیسے بناتے رہے اور کس طرح اللہ تبارک وتعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے والے ان اصولوں کو تسلیم کرتے رہے اور ان پر عمل بھی کرتے رہے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے احناف کے ان اصولوں کا تفصیل سے تذکرہ کیا ہے جو احادیث صحیحہ کو ردّ کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ ان میں سے دو۲ اصول ملاحظہ فرمایئے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں:۔

(۱) کہا بعض صاحب فتاویٰ نے کہ جب کسی مسئلہ میں قول امام اعظم اور صاحبین کا ہو اور اس مسئلہ میں کوئی حدیث بھی ہو اور اس حدیث کے بارہ میں حکم صحت کا دیا گیا ہو تو واجب ہے کہ امام اعظم اور صاحبین کے قول کی اتّباع کی جائے نہ کہ حدیث کی اس واسطے کہ ہم جانتے ہیں شان میں حضرت امام اعظم اور صاحبین کے کہ یہ باوجود صحیح ہونے احادیث کے آپ صاحبوں نے یہ دریافت فرمایا کہ کس حدیث میں معاوضہ ہے اور کس حدیث سے استنباط صحیح ہے یعنی یہ سب تحقیق کر کے ان حضرات نے کسی مسئلہ میں حکم فرمایا ہے کہ ان ائمہ کا قول خلاف حدیث کے نہیں ہے اور ان ائمہ کرام کے متعلق ہمارا گمان نہیں کہ ان ائمہ کو حدیث نہ پہنچی ہو اس واسطے کہ ان ائمہ کا زمانہ قریب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ان ائمہ کا علم وسیع تھا۔

(۲) جس روایت کو راوی غیر فقیہ نے روایت کیا ہو اور وہ ایسی روایت نہیں کہ اس میں رائے کو دخل ہو سکے تو اس کو قبول کرنا واجب نہیں۔ (فتاویٰ عزیزی جلد اول صفحہ ۱۲۹ مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور)

بتایئے ان دو اصولوں کی موجودگی میں کوئی ایسی حدیث ہو گی جو مانی جائیگی؟

ائمہ کی رائے کو ماننا اس قدر ضروری سمجھا گیا کہ صحابی کو غیر فقیہہ کہہ کر اسکی ہر روایت کردہ حدیث کا انکار کیا جا رہا ہے گویا دین سازی صرف اللہ تعالےٰ کا کام نہیں تھا، اللہ تعالےٰ نے تو نعوذ باللہ دین کو نامکمل چھوڑ دیا تھا۔ ائمہ نے اپنی آراء اور اجتہاد سے اس کو مکمل کیا، بعد والوں نے ان کی رائے کے خلاف اگر کوئی حدیث دیکھی جو بقول ان کے کسی غیر فقیہہ صحابی سے مروی تھی تو اس حدیث پر ائمہ کی رائے کو ترجیح دی اور اُسے دین سمجھا۔ اللہ تعالےٰ کے دینِ خالص میں ائمہ کی آراء کی یہ آمیزش کس قدر حیرت انگیز ہے!

شاہ عبدالعزیز صاحب نے جس اصول کا حوالہ دیا ہے اب وہ اصول، اصولِ فقہ کی زبان سے سنئے:۔

والراوی ان عرف بالفقه والتقدم فی الاجتهاد کالخلفاء الراشدین والعبادلة کان حدیثه حجة یترك به القیاس خلافاً لمالك وان عرف بالعدالة والضبط دون الفقه کانس وابی هریرة ان وافق حدیثه القیاس عمل به وان خالفه لم یترك الا بالضرورة (نورالانوار)

اگر راوی فقہ اور تقدم فی الاجتہاد میں معروف ہو جیسے خلفاء راشدین اور عباد اللہ (ابن عمر وابن مسعود وابن عباس وغیرہ) تو اس کی بیان کردہ حدیث حجّت ہوگی، اس کی وجہ سے مالکی مسلک کے برعکس قیاس کو ترک کر دیا جائے گا اور اگر راوی عدالت اور ضبط میں معروف ہو لیکن اس میں فقہ نہ ہو جیسے انسؓ اور ابو ہریرہؓ تو اگر اس کی روایت قیاس کے موافق ہوگی اس پر عمل کیا جائیگا اور اگر مخالف ہوگی تو اُسے چھوڑا نہیں جائے گا مگر ضرورتاً۔

نورالانوار کی اس عبارت کے بعد اس کی شرح، قمر الاقمار کی عبارت ملاحظہ ہو۔

وهي انه لو عمل بالحديث لانسد باب الرأى من كل وجه فيكون مخالفاً لقوله فاعتبروا يا اولى الابصار...... وهذا ليس ازدراء بابى هريرة واستخفافا به معاذ الله منه بل بيانا لنكتة فى هذا المقام۔ (قمر الاقمار مع نورالانوار مطبوعہ ملک سراج الدین اینڈ سنز لاہور ص۱۷۹ ومطبوعہ مطبع مجیدی کانپور ص۱۷۹)

اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس حدیث پر بھی عمل کیا جائے تو رائے کا دروازہ بالکل ہی بند ہو جائے گا اور یہ اللہ تعالےٰ کے فرمان "اے آنکھوں والو، عبرت حاصل کرو" کے خلاف ہوگا...... اور معاذ اللہ یہ ابوہریرہ کی توہین اور ان کا استخفاف نہیں ہے بلکہ اس مقام پر ایک نکتہ بیان کرنا مقصود ہے۔

مندرجہ بالا عبارت آپ کے سامنے ہے، رائے پر چلنا اور چلانا اس قدر ضروری ہے کہ اس کے لئے حدیث کو رد کر دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ ایسا کرنا ضروری ہے ورنہ اللہ تعالےٰ کے حکم کی خلاف ورزی ہوگی۔ قرآن مجید کے الفاظ "فاعتبروا یا اولی الابصار" (اے عقل والو، نصیحت و عبرت حاصل کرو) کو کتنا بے محل حجت بنایا گیا ہے، اب اگر کوئی کسی حدیث کو رد کرتا ہے تو اپنی تائید میں یہی آیت پڑھ دے گا، اور پھر جس طرح نورالانوار اور قمر الاقمار والے نے حضرت ابوہریرہؓ یا حضرت انسؓ جیسے جلیل القدر اصحاب اور مسلمہ فقہاء کو غیر فقیہہ کہدیا اسی طرح وہ کسی بھی صحابی کو غیر فقیہہ کہہ کر اس کی روایت کردہ حدیث کو اپنی رائے پر قربان کر دیگا، حدیث کے الفاظ کی حفاظت اور اس کو بعینہٖ دوسرے تک پہنچانے کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے وہ عدالت اور ضبط ہی ہے لیکن ان اصولیوں کے نزدیک اس پر ایک شرط اور مستزاد ہے یعنی فقاہت۔ فقاہت کی شرط لگا کر رائے اور قیاس

کو کس جرأت کے ساتھ دین میں داخل کر دیا گیا ہے، گویا ائمہ کے قیاس اور رائے کو دین کا درجہ دیا جا رہا ہے۔ افسوس ہے کہ مذکورہ بالا اصول بناتے وقت ان لوگوں کو یہ خیال نہ آیا کہ اس سے تو شرک فی التشریع کی بنیاد پڑ جائے گی، سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ شعوری یا غیر شعوری طور پر ایسا کیوں کرتے رہے؟ آخر اس کا کیا مقصد تھا؟ فقہی مذہب کے لئے اس قدر حمایت کی کیا ضرورت تھی؟ فقہی مذہب پر جمائے رکھنے کے لئے ذہن سازی کیوں کی جا رہی تھی؟ کیا وہ فقہی مذہب اپنے اندر کوئی جاذبیت، کشش اور حقانیت نہیں رکھتا تھا کہ اس کی طرف مائل کرنے اور اس پر جمائے رکھنے کے لئے دوسرے طریقے استعمال کئے جا رہے تھے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس ذہن سازی نے صرف حق ہی کو نہیں ٹھکرایا بلکہ توحید کی بنیادیں بھی کھوکھلی کر دیں اور صرف کھوکھلی ہی نہیں کیں بلکہ اکھاڑ کر پھینک دیں۔ بتایئے اس ذہن سازی کے بعد بھی کسی فرقہ پرست سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ حق کو قبول کرے گا۔ ذہن سازی کے بعد جو ذہن پرستی پیدا ہوئی اب ذرا اسکا نقشہ بھی ملاحظہ فرمایئے۔ ایک صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"جس حدیث سے امام ابوحنیفہؒ نے استدلال کیا ہے ہمارا اس کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ انہوں نے اس کو صحیح سمجھا ہے اور اس کے راویوں کی توثیق کی ہے۔ اب ہم اس شخص کے قول کی طرف توجہ نہیں دیں گے جو قول کہ ابوحنیفہؒ کے خلاف ہو گا خصوصاً جبکہ وہ شخص ابوحنیفہؒ سے علم و فقہ میں کمتر ہو، ہم یہی کہیں گے کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں، مقبول ہیں اور ارباب ظواہر کی تضعیف و جرح کی مطلق پرواہ نہیں کریں گے اگرچہ وہ تضعیف کرنے والے امام بخاری و امام مسلم جیسے بڑے بڑے مشاہیر ہی کیوں نہ ہوں (تقریظ بر نتائج التقلید مصنفہ حکیم محمد اشرف سندیلوی صفحہ

بحوالہ مقدمہ تعلیق المختار شرح کتاب الآثار امام محمد مطبوعہ لکھنؤ ص۲۶)

کسی نے کیا خوب کہا ہے" حبك الشئ يعمى ويصم " (کسی چیز کی محبت تمہیں اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے)۔ کیا خوب عقیدہ ہے کہ محض گمان کی بنیاد پر امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ جیسے مشاہیر کی جرح و تعدیل کو مسترد کر دیا جائے گا (نعوذ باللہ من شرور انفسنا)۔

صاحب تعلیق المختار نے امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کا نام لے کر گویا امام ابوحنیفہؒ کو تمام محدثین اور ائمہ جرح و تعدیل سے برتر قرار دے دیا (فليبك على الاسلام من كان باكيا) بلکہ محدثین کو ارباب ظواہر کہہ کر ان کی سخت توہین کی ہے، کیا یہ وہی اصول نہیں ہے جو اہل طریقت، اہل شریعت کے مقابلہ میں پیش کر کے شریعت کو پامال کرتے ہیں۔ قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ یہ ذہن پرستی کس کس طریقے سے اپنے زہریلے اثرات کو لوگوں کے قلوب میں داخل کرتی چلی جاتی ہے، پہلے حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت انسؓ جیسے القدر صحابۂ کرام کو غیر فقیہ بنا کر ان کی توہین کی اور اب ائمہ حدیث و جرح و تعدیل کو ظاہری کہہ کر ان ائمہ دین کی تضحیک کی، افسوس ہے یہ سب کچھ ان لوگوں کے قلم اور زبان سے ہو رہا ہے جو اپنے کو مسلم سمجھتے ہیں اور فقہاء اسلام کے نام سے معروف ہیں۔ کیا اسی کا نام اسلام ہے؟

ذہن پرستی کا مزید نظارہ کرنا ہو تو امام فخر الدین رازی کے شیخ کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے۔ فرماتے ہیں:

قد شاهدت جماعة من مقلدة الفقهاء	میں نے مقلد فقہاء کی ایک جماعت کا مشاہدہ
قرأت عليهم آيات كثيرة من كتاب الله	کیا۔ میں نے بعض مسائل کے سلسلے میں ان
تعالى فى بعض المسائل وكانت مذاهبهم	کو قرآن مجید کی بہت سی آیتیں پڑھ کر سنائیں،

بخلاف تلک الآیات فلم یقبلوا تلک الآیات ولم یلتفتوا الیها وبقوا ینظرون الیّ کالمتعجب یعنی کیف یمکن العمل بظواھر ھذہ الاٰیات مع انّ الروایۃ عن سلفنا وردت علی خلافھا (تفسیر کبیر جلد ۴ ص۴۳۶ تفسیر سورۃ التوبۃ فی تفسیر الاٰیۃ " اتخذوا احبارھم ورھبانھم")

ان کے مذاہب ان آیات کے خلاف تھے، ان لوگوں نے ان آیات کو قبول نہیں کیا بلکہ ان کی طرف کوئی توجہ نہیں کی اور تعجب اور حیرانی سے میری طرف دیکھتے رہے جس کا مطلب (ان کے نزدیک) یہ تھا کہ ان آیات کے ظاہری معنوں پر کیسے عمل کیا جا سکتا ہے حالانکہ ہمارے سلف کا قول ان کے خلاف واقع ہوا ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن المعروف بہ ابوشامہ دمشقی ذہن پرستی کا نقشہ کھینچتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"تقلید کی پرستش کا چرچا اس زور و شور سے ہو چکا ہے اور تقلید پرست اس قدر ضدّی واقع ہوئے ہیں کہ اپنے اماموں کے فتووں اور فقہی روایتوں کو صحیح ثابت کرنے کے لئے قرآن وحدیث کے قطعی دلائل کو غیر معقول اور لچر تاویلوں سے رد کرنے کی زور وشور سے کوشش کرنے لگ جاتے ہیں (نتائج التقلید مصنفہ محمد اشرف سندو بلوی ص۶۶ بحوالہ تحقیق المکمل ص۱۸ فی ترجمہ المؤمل مطبوعہ نامی پریس، دہلی)۔

اسی ذہن پرستی کا نقشہ کھینچتے ہوئے شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں:۔

وفی الحقیقت اگر مقلدین مذہب تفحص کنند می یابند کہ ایں بلائے تقلید ایشاں را بحدّے کشیدہ کہ قول ہر یکے از احاد فقہاء

اور درحقیقت اگر مقلدینِ مذہب غور کریں تو انہیں معلوم ہوگا کہ تقلید کی اس بلاء نے انہیں اس حد تک پہنچا دیا ہے کہ وہ ہر فقیہ

درمقابل حدیث می آرند وترجیح می دہند وایں ازاں قبیل است کہ علماء رابہ پیغمبری رسانیدہ شود بلکہ بخدائے۔
(فتاویٰ عزیزی ج اول ص۱۲۶)

کے قول کو حدیث کے مقابلہ میں پیش کرتے ہیں اور فقیہہ کے قول کو حدیث پر ترجیح دیتے ہیں گویا کہ انہوں نے علماء کو پیغمبری کے درجہ پر پہنچا دیا ہے بلکہ اللہ تعالےٰ کے درجہ پر۔

علامہ عزالدین بن عبدالسّلام ذہن پرستی کی تصویر کشی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فان احدهم يتبع امامهٗ مع بعد مذهبه عن الادلة مقلد الهٗ فيما قال فكأنهٗ نبي أرسل اليه وهذا نأى عن الحق وبعد عن الصواب لا يرضى به احد من اولى الالباب۔
عقد الجید مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص۲۸)

متعصب مقلد اپنے امام کی پیروی کرتا ہے باوجود اس کے کہ اس کے امام کا مذہب دلائل سے بہت دور ہوتا ہے، گویا کہ وہ امام نبی ہے جو اُس کی طرف بھیجا گیا ہے۔ یہ چیز حق وصواب سے بہت دور ہے، اسے کوئی اہل عقل پسند نہیں کرے گا۔

اسی ذہن پرستی کا شکوہ کرتے ہوئے الشیخ عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں۔

ومن العجب العجيب أن الفقهاء المقلدين يقف احدهم على ضعف مأخذ امامه بحيث لا يجد لضعفه مدفعا وهو مع ذلك يقلده فيه و يترك من شهد الكتاب والسنة و الاقيسة الصحيحة لمذهبهم جوداً ا

نہایت تعجب کی بات ہے کہ فقہائے مقلدین میں سے ہر ایک کو اپنے امام کی دلیل کی کمزوری کا علم ہوتا ہے اور اس کمزوری کو دور کرنے والا کوئی ذریعہ نہیں ہوتا، تاہم وہ اپنے امام کی تقلید پر جما رہتا ہے اور اس شخص کی بات کو مسترد

علے تقلید امامہ بل یتحیّل لدفع ظاھر الکتاب والسنۃ ویتأولھا بالتأویلات البعیدۃ الباطلۃ نضالاً عن مقلدہ (حجۃ اللہ البالغہ مصری ملتزم الطبع والنشر دارالکتب الحدیثیۃ بالقاھرۃ جلد اول ص۳۲۷)

کر دیتا ہے جس کی بات قرآن وحدیث اور قیاس صحیح سے ثابت ہوتی ہے۔ وہ تقلید جامد پر اصرار کرتا ہے اور کتاب وسنّت کے واضح دلائل کو رد کرنے کیلئے حیلے تلاش کرتا ہے اور بعید اور باطل تاویلیں کر کے اپنے امام کی حمایت کرتا ہے۔

ذہن پرستی کا نقشہ کھینچتے ہوئے شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی کیا خوب فرماتے ہیں:۔

اگر نمونۂ یہود خواہی بینی علماء سوء کہ طالب دنیا باشند وخوگرفتۂ تقلید سلف ومعرض از کتاب وسنت وتعمق وتشدد باستحسان عالمے را مستند ساختہ، از کلام شارع معصوم بے پرواہ شدہ باشند واحادیث موضوعہ وتالیفات فاسدہ را مقتدائے خود ساختہ باشند، تماشا کن کانھم ھم (فوز الکبیر باب اول فصل اول)

اگر یہودیوں کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہو تو "علماء سوء" کو (دیکھ لو) جو دنیا کے طالب، سلف کی تقلید کے خُوگر، کتاب وسنّت سے روگردانی کرنے والے، کسی ایک عالم کے (قیاس، اجتہاد اور) استحسان کو مستند سمجھنے والے، شارع معصوم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی احادیث سے بے نیاز اور گھڑی ہوئی احادیث اور بگاڑ پیدا کرنے والی کتابوں کو پیشوا بنانے والے ہیں، ان کا نظارہ کرو گویا کہ یہ وہی ہیں۔

مولوی عبدالحیٔ صاحب لکھنوی ذہن پرستی کا گلہ وشکوہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

قد تعصبوا فی الحنفیۃ تعصّبا شدیدًا

حنفیہ کی ایک جماعت سخت تعصب میں

والتزموا بما فی الفتاوی التزامًا شدیدًا اوان وجد واحدیثًا صحیحا اواثرًا صریحًا علی خلافه وزعموا انه لوکان ھذا الحدیث صحیحا لاخذ صاحب المذھب ولم یحکم بخلافه وھذا اجھل منھم۔
(النافع الکبیر ص۱۳۵)

مبتلاء ہے اور کتب فتاوی میں جو مسائل لکھے ہوئے ہیں ان پر سختی سے کاربند ہے اور اگر ان لوگوں کو کوئی صحیح حدیث یا صریح اثر مل جاتا ہے جو ان کے مذہب کے خلاف ہو تو وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو امام صاحب ضرور اس کے مطابق فتویٰ دیتے اور اس کے خلاف کوئی فیصلہ نہ کرتے۔ لیکن یہ ان کا جہل ہے۔

اشرف علی تھانوی صاحبؒ باوجود ذہن پرستی کے اعتراف کرتے ہیں کہ "بعض مقلدین نے اپنے ائمہ کو معصوم عن الخطاء ومصیب وجوبًا ومفروض الاطاعت تصور کرکے عزم بالجزم کیا کہ خواہ کیسی ہی حدیث صحیح، مخالف قول امام کے ہو اور مستند قول امام کا بجز قیاس کے امر دیگر نہ ہو پھر بھی بہت سے علل وخلل حدیث میں پیدا کرکے یا اس کی تاویل بعید کرکے حدیث کو رد کر دیں گے اور قولِ امام کو نہ چھوڑیں گے (فتاویٰ امدادیہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی جلد ۴ ص۹۰)

الغرض ذہن پرستی اور اس کے برے نتائج اس قدر عام ہو گئے کہ غیر تو غیر خود اپنے ہی چیخ اٹھے اور گلے وشکوے کرنے لگے، اشرف علی صاحب کی تحریر کا مندرجہ بالا اقتباس اس پر کھلی دلیل ہے۔

جب یہ ذہن پرستی اپنے حد کمال کو پہنچ گئی تو حدیث کے انکار کے لئے راہ ہموار ہو گئی گویا اس طرح وہ کانٹا ہی دور ہو گیا جو مذہب کی حمایت و مدافعت اور اس پر جمود کی راہ میں کھٹک رہا تھا۔ ایک صاحب لکھتے ہیں:

"احادیث خواہ قدسیہ ہوں یا غیر قدسیہ، ان کے نقل کرنے والے اتنے کثیر نفوس نہیں، اس لیئے ان میں جھوٹ یا غلطی کا احتمال ہوتا ہے اس لیئے قطعی الثبوت نہ ہوں گی اور ان کا منکر کافر نہ ہوگا" (مکتوبات مولوی حسین احمد مدنی جلد اول صنا، مکتوب ۳۸)

مندرجہ بالا عبارت میں "اتنے کثیر نفوس" کے الفاظ جو تواتر کے مترادف ہیں اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اگر کسی حدیث کو روایت کرنے والے بہت کثیر تعداد میں ہوں تو وہ صحیح ہوگی اور اگر اتنی کثیر تعداد میں نہ ہوں تو وہ جھوٹی ہوسکتی ہے، سمجھ میں نہیں آتا کہ دو چار یا دس پانچ ثقہ راویوں کی روایت میں جھوٹ کہاں سے آجائے گا اور اگر ان کی روایت میں جھوٹ یا غلط بیانی کا احتمال ہے تو وہ راوی ثقہ کیسے ہوں گے۔ ثقہ راوی صادق بھی ہوتا ہے۔ عادل بھی ہوتا ہے، ضابط وحافظ بھی ہوتا ہے، اس کے حافظہ میں کوئی خرابی نہیں ہوتی پھر بھی ایسے متعدد راوی مل کر کسی حدیث کو بیان کریں تو کیونکہ وہ متواتر نہیں ہوگی لہذا بقول حسین احمد مدنی صاحب اس کے جھوٹی ہونے کا احتمال ہے۔ عجیب وغریب بات ہے جو کہی گئی ہے۔ جب راوی کوئی جھوٹا نہیں تو سمجھ میں نہیں آتا کہ جھوٹ کہاں سے آگیا بلکہ جھوٹ تو کجا غلطی کا امکان بھی غلط ہے اس لیئے کہ متعدد ثقہ راوی کسی غلطی پر متفق نہیں ہو سکتے بلکہ دو ثقہ راوی بھی غلطی پر متفق نہیں ہوسکتے حتیٰ کہ اگر دو بد حافظہ صادق راوی بھی یکساں روایت کریں تو غلطی ان کی طرف منسوب کرنا قرینِ قیاس نہیں۔

مندرجہ بالا مضمون میں قارئین کرام نے اصول ذہن سازی بھی ملاحظہ فرمائے اور پھر ان اصولوں کی بنیاد پر جو ذہن پرستی پیدا ہوئی اس کا بھی نظارہ کیا، پھر اس

ذہن پرستی نے کس کس طرح حق کو پامال کیا اور باطل کو پروان چڑھایا اس کی کیفیت بھی دیکھی۔

فرقہ وارانہ مذاہب کی دنیا میں ذہن سازی اور ذہن پرستی نے کیا کیا گل کھلائے وہ مندرجہ بالا اقتباسات سے ظاہر ہے۔

تفصیل کیلئے ہماری کتاب "ذہن پرستی" کا مطالعہ کیجئے۔

فہرست

نمبر	عنوان